سوال

(108)امام کا اونچی آواز سے تکبیریں کہنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک تبلیغی دیوبندی (علی آفاق) نے مجھے لکھ کر دیا ہے۔ "اگر جناب عمران صاحب نماز شروع کرنے کی تکبیر یعنی تکبیر تحریمہ ادا کرنے کا طریقہ حدیث سے بیان کردیں کہ امام صاحب کس طرح ادا کریں اونچی یا آہستہ اور مقتدی کس طرح ادا کرے اونچی یا آہستہ، بہر صورت حدیث بیان کریں میں اسی وقت بھائی کا مسلک قرآن وحدیث اختیار کرلوں گا۔ اور اگر ایسا نہ ہوسکا تو بھائی عمران صاحب حنفیت اختیار کریں گے دستخط علی آفاق (مولانا 2004ء) انتھی کلامہ۔

کیا اس بات کا ثبوت ہے کہ امام نماز میں اونچی تکبیریں کہے اور مقتدی دل میں یعنی سراً تکبیریں کہں دلیل سے جواب دیں جزاکم اللہ خیراً (عمران بن تسلم خان حضرو ضلع اٹک)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"اخبرنا ابو القاسم طلحۃ بن علی ابن الصقر وابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی طاہر الدقاق ببغداد قالا : انبا احمد بن عثمان بن یحیٰ الادمی : حدثنا عباس بن محمد بن حاتم الدوري : حدثنا یونس بن محمد : حدثنا فلیح وعن سعید بن الحارث قال : اشتکی أبو ھریرة - أو غاب - فصلی لنا أبو سعید الخدري فجھر بالتکبیر حین افتتح الصلاة وحین رکع وحین قال : سمع اللہ لمن حمدہ، وحین رفع رأسہ من السجود، وحین سجد، وحین قام من الرکعتین، حتی قضی صلاتہ علی ذلک، فلما صلی قیل لہ : اختلف الناس علی صلاتک. فخرج فقام علی المنبر فقال : یا أیھا الناس واللہ ما أبالی اختلفت صلاتکم أو لم تختلف. ہکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی. رواہ البخاري في الصحیح عن یحیٰ بن صالح عن فلیح بن سلیمان"

(ترجمہ) سعید بن الحارث (تابعی) بیان کرتے ہیں ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جوکہ امام تھے ایک (دفعہ) بیمار ہوئے یا (کسی وجہ سے مسجد سے) غائب تھے تو ابو سعید الخدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے (ہمیں) نماز پڑھائی پس انھوں نے تکبیر افتتاح رکوع والی تکبیر، سمع لمن حمدہ کے بعد (سجدے کے لیے جانے) والی تکبیر، سجدے سے اٹھنے والی تکبیر (دوبارہ) سجدہ کرنے والی تکبیر (سجدے سے) اٹھنے والی تکبیر اور دو رکعتیں پڑھ کر اٹھنے والی تکبیر (یہ سب تکبیریں) جہراً (اونچی آواز سے) کہیں حتیٰ کہ انھوں نے اسی (طریقے) پر نماز پوری کی۔ پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا گیا : لوگوں کا آپ کی نماز پر اختلاف ہوگیا ہے۔ تو آپ (وہاں سے) نکل کر منبر پر کھڑے ہوگئے پھر فرمایا : اے لوگو!اللہ کی قسم مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کہ تمھاری نمازوں میں اختلاف ہوا ہے یا نہیں بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے (پڑھاتے) دیکھا ہے۔

اسے (امام) بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح (بخاری) میں یحییٰ بن صالح عن فلیح بن سلیمان کی سند سے روایت کیا ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج2 ص18 باب جہر الامام بالتکبیر)

سند کی تحقیق

اس حدیث کی سند کے راویوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

(١)۔ "ابوالقاسم طلحۃ بن علی بن الصقر: کان ثقۃ" (تاریخ بغداد9ص353)

(2)۔ "ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی طاہر الدقاق: کان ثقۃ" (تاریخ بغداد1/353،354ت281)

(3)۔ "احمد بن عثمان بن یحییٰ الآدمی: وکان ثقۃ حسن الحدیث" (تاریخ بغداد4/299)

(4)۔ "عباس بن محمد بن حاتم الدوری: ثقۃ حافظ" (تقریب التہذیب: 3189)

(5)۔ "یونس بن محمد (المؤدب): ثقۃ ثبت" (تقریب التہذیب: 3189)

(6)۔ "فلیح بن سلیمان": صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ و صحیح مسلم کے راوی ہیں جمہور نے ان کی توثیق کی ہے۔ جس کی جمہور محدثین توثیق کریں وہ راوی (کم ازکم) حسن الحدیث ہوتا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس کی بیان کردہ حدیثوں کو صحیح کہتے ہیں۔

مثلاً: دیکھئے المستدرک للحاکم (4407ح8244) امام بخاری و مسلم کے علاوہ درج ذیل محدثین نے بھی ان کی حدیثوں کو صحیح قرار دیا ہے۔

(1) ترمذی: 260۔

(2) حاکم۔

(3) ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ: 5894۔ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ۔ 589۔

(4) ابن حبان، 29ح2302، دوسرا نسخہ 6/79،80، ح2305)

خلاصہ یہ کہ فلیح بن سلیمان حسن الحدیث راوی ہیں۔ والحمد للہ۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "وحدیثہ فی رتبۃ الحسن" اوران کی حدیث حسن درجے کی ہوتی ہے۔ (تذکرہ الحفاظ 1/224ت209)

محمد بن علی النیموی نے فلیح مذکور کی حدیث کو "اسنادہ حسن" قرار دے کر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے۔ (آثار السنن ح604 مع التعلیق)

(7) سعید بن الحارث: ثقہ ہیں۔ (التقریب: 2280)

خلاصہ: یہ سند حسن لذاتہ ہے۔

تنبیہ: یہی روایت حافظ ہیثمی نے بحوالہ مسند احمد نقل کی ہے۔ مجمع الزوائد 2/103،104) اور حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ سے ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے نقل کرکے اس سے استدلال کیا ہے۔ (اعلاء السنن 2/185ح662) واحیاء السنن 1/372)

فائدہ : بیہقی والی یہ حدیث صحیح بخاری (ح825) میں مختصراً موجود ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ جماعت میں امام کو بلند آواز سے تکبیریں کہنی چاہئیں۔

مقتدیوں کا دل میں (خفیہ) تکبیریں کہنا

مقتدیوں کا دل میں آہستہ آواز سے خفیہ تکبیریں کہنا کئی دلائل سے ثابت ہے۔

1۔ اس پر اجماع ہے کہ مکبر کے علاوہ تمام مقتدیوں کو، امام کے پیچھے دل میں سراً آہستہ آواز سے اور خفیہ تکبیریں کہنی چاہئیں۔ اس اجماع کا نظارہ دنیا کی کسی بھی مسجد میں جا کر کیا جا سکتا ہے، والحمدللہ۔

مولانا نذیر احمد رحمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1065ء) فرماتے ہیں۔

"اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے کہ تکبیرات انتقال امام زور سے کہتا ہے تو مقتدی بھی اس کی اتباع میں زور سے کہیں۔" (نوافل کی جماعت کے ساتھ فرض نماز کا حکم ص84 مطبوعہ ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد)

ماہنامہ الحدیث حضرو میں بار بار یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ اجماع شرعی حجت ہے مثلاً دیکھئے الحدیث : 1 ص 4، والحمدللہ۔

2۔ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

"عَن زَیدِ بنِ اَرقَمَ رَضِیَ اللہُ عَنہُ قَالَ : "کُنَّا نَتَکَلَّمُ فِی الصَّلاۃِ یُکَلِّمُ الرَّجُلُ مِنَّا صَاحِبَہُ وَہُوَاِلی جَنبِہِ فِی الصلاۃِ حَتی نَزَلَت وَقُومُوالِلّٰہِ قَانِتِینَ فَاُمِرنَا بِالسُّکُوتِ وَنُہِینَا عَنِ الکَلَامِ"

ہم نماز میں باتیں کرتے تھے۔ ہر آدمی اپنے (ساتھ والے بھائی سے ضروری بات کر لیتا تھا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز (عصر) کی حفاظت کرو۔ اور اللہ کے سامنے عاجزی سے کھڑے ہو جاؤ۔ (البقرۃ : 238) پھر ہمیں سکوت (خاموشی) کا حکم دے دیا گیا۔ (صحیح بخاری : 4534 و صحیح مسلم : 539)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی خاموشی سے نماز پڑھے گا۔ اس حکم سے تین حالتیں مستثنیٰ ہیں۔

اول : مقتدی اگر مکبر ہو تو دوسرے مقتدیوں کو سنانے کے لیے بلند آواز سے تکبیریں کہے گا۔ اس کی دلیل آگے آ رہی ہے۔

دوم : امام اگر بھول جائے تو مقتدی مرد سبحان اللہ کہے گا۔

دلیل کے لیے دیکھئے صحیح بخاری (1234) و صحیح مسلم (421)

سوم : اگر امام قرآءت میں بھول جائے تو مقتدی اسے بلند آواز میں لقمہ دے سکتا ہے دیکھئے سنن ابی داود (907) وجزء القراء للبخاری بتحقیقی (194) وسندہ حسن۔

3۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

"وقعد النبی۔ صلی اللہ علیہ وسلم إلی جنبہ وأبو بکر یسمع الناس التکبیر"

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان (ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لوگوں کو تکبیر سناتے تھے۔ (صحیح البخاری: 712 و صحیح مسلم: 96/418)

اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

اول: حالت ضرورت اور اضطرار میں مکبر بننا اور بنانا جائز ہے۔

دوم: سارے مقتدی بغیر جہر کے خفیہ آواز سے دل میں تکبیریں کہیں گے۔ ورنہ پھر مکبر بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

4۔ عکرمہ سے روایت ہے۔ "میں نے مکہ میں ایک شیخ کے پیچھے نماز پڑھی۔ انھوں نے بائیس (22) تکبیریں کہیں، میں نے ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: "سنۃ ابی الاقاسم صلی اللہ علیہ وسلم"

"یہ القاسم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت ہے (صحیح البخاری: 788)

چار رکعتوں میں تکبیر تحریمہ، رکوع اور سجدوں والی تکبیریں اور دو رکعتیں پڑھ کر اٹھنے والی تکبیریں یہ کل تکبیریں بائیس (22) ہوتی ہیں۔

اس حدیث سے امام جہراً تکبیریں کہنا بطور نص (دلیل) اور مقتدیوں کا دل میں تکبیریں کہنا بطور اشارہ ثابت ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ احادیث صحیحہ اور اجماع سے ثابت ہے کہ مقتدی حضرات دل میں سراً تکبیریں کہیں گے۔ (الحدیث: 6)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔کتاب الصلاۃ۔صفحہ281

محدث فتویٰ